محمد عمر فاروق

مذہبی آزادی کا امریکی قانون

امریکی صدر بل کلنٹن نے حال ہی میں ایک ایسے ترمیمی بل پر دستخط کر دیئے ہیں۔ جس سے ملنے والے اختیارات کے تحت صدر کلنٹن مذہبی بنیاد پرستی کو فروغ دینے اور انسانی حقوق کی خلاف ورزی کرنے والے کسی بھی ملک کے خلاف اقتصادی پابندیاں عائد کر سکیں گے۔ تفصیلات کے مطابق اس سے ۷۷ ممالک میں مذہبی آزادیوں کی نگرانی اور اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کے لئے ۹ ارکان پر مشتمل ایک کمیشن بنایا جائے گا۔ جب کہ ایک ایسے سفیر کا تقرر بھی عمل میں لایا جائے گا جو ان ممالک میں مذہبی صورت حال کا جائزہ لے گا۔

سوویت یونین کے انہدام کے بعد اب امریکہ یکہ و تنہا سُپر پاور ہے۔ جس کے بِرتے پر اس کا سرکش اور مُنہ زور گھوڑا دنیا کے قوانین اور دساتیر کو پاؤں تلے روندتے ہوئے سرپٹ دوڑ رہا ہے۔ کوئی ایسی مستحکم اور مضبوط قوت اب باقی نہیں رہی جو اس کے مُنہ میں لگام دے سکے۔ جس کی واضح مثال اس امریکی قانون کی منظوری پر دنیا کے کسی بھی حصے میں کسی ردّ عمل کا اظہار نہ کیا جانا ہے۔ عالم کفر کی خاموشی تو سمجھ میں آسکتی ہے کہ کفر ملت واحدہ ہے۔ لیکن عالم اسلام کی مجرمانہ غفلت و خاموشی اُمت مسلمہ پر طاری اجتماعی بے حسی اور مرگ آسا جمود کی شاہدِ عدل ہے۔

مذہبی آزادی کا امریکی قانون تو اب منظور ہوا ہے۔ جب کہ دیگر ممالک اور بالخصوص مسلم ملکوں میں امریکی مداخلت اور دہشت گردی کے آغاز کو ایک عرصہ گزر چکا ہے۔ مسلمانوں کو بنیاد پرست قرار دے کر یہود و نصاریٰ اس گمراہ کن پروپیگنڈے میں مصروف ہیں کہ مسلمان دہشت گرد، وحشی، اجڈ، جنونی، خونخوار اور ظالم ہیں۔ تاکہ دیگر قومیں بھی مسلمانوں سے خوف زدہ ہو کر امریکہ کی قیادت میں متحد ہو جائیں اور اسلام کے خلاف اپنی تمام قوتیں مجتمع کر کے اسلام کو بیخ و بُن سے اکھیڑ دیا جائے۔

ایک طرف امریکہ اور اس کے دوست ممالک افغانستان، سوڈان اور اس سے پہلے عراق پر دہشت گردی کو جائز سمجھتے ہوئے جب جی چاہے چڑھ دوڑتے ہیں۔ خود دیگر ملکوں میں انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کا رونا روتے ہیں۔ جب کہ دوسری طرف اسرائیل کی پشت پناہی کرتے ہوئے ہزاروں فلسطینیوں کے قتل عام پر دَم سادھ لیتے ہیں۔ بلکہ ان کے حقوق کے لئے صفِ شکن مجاہد تنظیم "حماس" کو دہشت گرد قرار دے دیا جاتا ہے۔

دنیا میں دہشت گردی کی پہلی اینٹ امریکہ نے جاپان کے دو شہروں ناگاساکی اور ہیروشیما پر ایٹم بم گرا کر رکھی تھی۔ حقائق حقائق ہوتے ہیں۔ سوڈان میں عیسائیوں کے ہاتھوں گزشتہ پندرہ برس میں ۱۳ ، لاکھ سے زائد مسلمان شہید کئے جا چکے ہیں۔ جن کو امریکہ کی حمایت اور تعاون حاصل ہے۔ جب کہ سوڈان پر اقتصادی پابندیاں بھی امریکہ کے طفیل عائد ہیں۔ غور طلب بات ہے کہ اس غنڈہ گردی پر ایمنسٹی انٹر نیشنل کیوں مہر بلب ہے۔ کشمیر میں بھارتی درندوں نے پچھلے نو برس میں ۶۶۱۵۸ مسلمانوں کو شہید اور ۳۸۴۵۰ افراد کو معذور کیا ہے۔ عراق میں اقتصادی پابندیوں کے نتیجے میں ۱۲ ، لاکھ سے زائد بچے خوراک اور طبی امداد نہ ملنے کی وجہ سے جاں بحق ہو چکے ہیں۔ الجزائر میں چھے سال سے فرانس کی سرپرستی میں فوج ۸۰ ہزار افراد کو موت کے گھاٹ اتار چکی ہے۔ کوسووو کے ۲لاکھ ۸۰ ہزار مسلمان مہاجرین بھوک اور سردی سے جاں بلب ہیں۔ جو سرب عیسائی فوج کی وحشیانہ کارروائیوں سے بے گھر اور دربدر ہو چکے ہیں۔

لیکن امریکہ کا اندھا قانون اور انسانی حقوق کے تحفظ کی دعویدار تنظیمیں انسانیت کی پامالی اور خون مسلم کی ارزانی پر کیوں لب کشائی نہیں کرتیں۔ کیا یہ لاکھوں کی تعداد میں موت کے منہ میں دھکیل دیئے جانے والے انسان نہیں تھے۔ جن کا جرم محض یہی ہے کہ وہ مسلمان ہیں۔

افسوس تو یہ ہے کہ عالم اسلام خود کفر کا دست و بازو بن کر اپنی بربادی کا آپ سامان کر رہا ہے۔ وہ بھی مسلمان تھے جو ایک عورت کی پکار پر عرب سے سندھ تک آ پہنچے تھے۔ ایک ہم ہیں کہ اپنی ذات کے خول میں بند سب کچھ آنکھوں سے دیکھ کر بھی حال مست ہیں۔ مگر دشمن کی بھڑکائی ہوئی آگ اب ہمارے دروازوں تک بھی پہنچ رہی ہے۔ جو آج سلگتی ہوئی چنگاری ہے تو کل شعلہ جوالہ بھی بن سکتی ہے۔

امریکہ دنیا میں دہشت گردی روکنے کا دعویٰ کرتا ہے۔ لیکن امریکہ ہی میں کیلیفورنیا کے ایک شہر میں دس لاکھ ڈالر سے تعمیر کردہ مسجد کو امریکی دہشت گردوں نے ۱۹ ، منٹ میں جلا کر خاکستر کر دیا۔ لیکن حکام ٹس سے مس نہ ہوئے اور آج تک اس سفاکانہ کارروائی پر کوئی ایکشن نہیں لیا گیا۔ امریکہ میں یہودیوں کی آبادی ۶۰ لاکھ ہے اور اقتدار میں ان کا حصہ ۳۵ فیصد ہے۔ جب کہ مسلمانوں کی تعداد ۵۰ لاکھ ہے مگر امریکی ریاستی عہدوں پر کوئی ایک بھی مسلمان فائز نہیں ہے اور یہ امتیازی سلوک صرف مسلمانوں کے ساتھ روا رکھا گیا ہے۔ دن رات جمہوری آزادیوں کا راگ الاپنے والا امریکہ اس طرح اپنے ہی ملک میں جمہوری اور بنیادی انسانی حقوق کو مذہبی عصبیت کی بھینٹ چڑھا رہا ہے۔

دوسرے ممالک کے داخلی معاملات میں بے جا مداخلت کرنے والی امریکی حکومت اس حقیقت

سے کس لئے صرف نظر کرتی ہے کہ ۱۹۸۰ سے لے کر اب تک امریکہ میں چار لاکھ افراد ایک دوسرے کے ہاتھوں مارے گئے۔ یہ تعداد پہلی اور دوسری جنگ عظیم کے دوران امریکیوں کی مجموعی ہلاکت سے بھی زیادہ ہے۔ اور امریکہ میں قتل کے واقعات کا تناسب یورپ اور برطانیہ کے مقابلہ میں تین سے پانچ گنا زیادہ ہے جو مہذب، معزز اور روشن خیال کہلانے والی امریکی قوم کے منہ پر ایک زبردست طمانچہ ہے۔

امریکہ اور اس کے حلیفوں کو دوسروں پر پابندیاں عائد کرنے سے پہلے اپنے احوال کا جائزہ لینا چاہیے اور مسلمانوں سے پرانے حساب چکانے کی بجائے ان کی طرف خیر سگالی کا ہاتھ بڑھانا چاہیے۔ دنیا آگاہ ہے کہ مسلمان کتنا ہی لہو ولعب میں ڈوب کر گناہ گار کیوں نہ ہو جائے لیکن اس کے رگ وپے میں دوڑنے والا حلالی خون جب کبھی جوش میں آجاتا ہے تو پھر وہ کبھی حجاج بن یوسف، محمد بن قاسم، طارق بن زیاد اور کبھی سلطان صلاح الدین ایوبی اور ان کے روحانی فرزندوں ملا محمد عمر، شیخ عمر عبدالرحمن اور اسامہ بن لادن ایسے اسلام کے بہادر بیٹوں کی صورت میں کفر زادوں کے آگے سدِّ راہ بن جاتا ہے۔ تاریخ کا ایک یہ بھی پہلو ہے کہ جب خود اسلامی سلطنتیں کفریہ طاقتوں سے ساز باز کرنے لگتی ہیں تو خلاقِ اعظم ان کے اپنے اندر سے ایسے ہی سر بکف مردانِ جلیل پیدا کر دیا کرتا ہے جو اٹھ کر تاریخ کا دھارا بدل دیتے ہیں۔ جو کٹ تو جاتے ہیں مگر جھکتے نہیں اور انہوں نے غیروں کے آگے جھکنا ہی کب سیکھا ہوتا ہے۔ مسلمان تو آزاد فطرت ہے۔ غلام نہیں کہ کفر زادوں کے آگے سینہ تاننے کی بجائے سر نگوں ہو جائے۔

بقیہ از صفحہ ١٧

سنائی اور دس ہزار روپے کا بھی ذکر کیا۔ بیوی نے کہا

"آپ نے دس ہزار روپے لے بھی لئے! یہ تو تھوک کر چاٹنے والی بات ہے۔"

وہ صاحب اسی وقت گئے اور اس وقت تک گھر واپس نہیں آئے جب تک اپنے مؤکل کو ڈھونڈ کر دس ہزار روپے۔ مقدمہ کے کاغذات کے ساتھ واپس نہیں کر آئے کہ:

احساس مر نہ جائے تو انسان کے لئے

کافی ہے ایک راہ کی ٹھوکر لگی ہوئی!